سید اکرام الحق جاوید

عامر چیمہ -- کچھ لے گیا، کچھ دے گیا

عامر چیمہ نے اپنی وصیت اپنی جیب میں لکھ کر ڈالی ہوئی تھی۔ یہ دو صفحات جرمنی حکومت نے وزارت خارجہ کے ذریعے اس کے والدین تک پہنچا دیئے۔ جس میں عامر نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اس کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ خانہ کعبہ میں اس کا جنازہ پڑھا جائے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اسے اپنے وطن کی مٹی کے سپرد کیا جائے اس نے لکھا کہ میری خواہش ہے کہ میرے بڑے بڑے جنازے ہوں۔ زیادہ سے زیادہ لوگ میرے لئے مغفرت کی دعائیں کریں تاکہ میری قبر مجھ پر آسان ہو جائے۔ مجھے قبر کی سختیوں سے نجات مل سکے اور روز محشر میری نجات ممکن ہو سکے۔ گھر والوں نے اصرار کیا کہ وزارت خارجہ مزید دو صفحات اور بھی جرمنی حکومت سے حاصل کرے لیکن جرمن حکومت نے کہا کہ اوپر کے دو صفحات حکومت کا کورنگ لیٹر تھے۔ اپنی وصیت میں عامر عبدالرحمٰن شہید نے بار بار مسلمانوں سے درخواست کی تھی کہ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور میرے لئے مغفرت کی دعائیں کرتے رہیں۔

عامر شہید آج اگرچہ ہم میں نہیں ہیں لیکن وہ ایک گمنام سا نوجوان پوری دنیا میں خود کو زندہ کر گیا۔ ذرائع ابلاغ کے 72 چینلوں نے اس کی تدفین کی کوریج کی۔ جس کو پوری دنیا نے دیکھا۔ وہ سب کا قرض اتار کر چلتا بنا اسے فرینکفرٹ سے پاکستان آنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے لیکن جس کروفر اور عزت واحترام سے عامر کو لحد میں اتارا گیا وہ اتنا ہی قابل رشک اور باعث سعادت تھا کہ مجھ جیسے لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمانوں نے اس کو رشک سے دیکھا اور سوچا کہ اے کاش! کہ وہ عامر چیمہ کی جگہ ہوتے۔

عامر چیمہ ایک انسان نہیں، ایک تحریک ہے، عامر چیمہ ایک راہی نہیں، ایک منزل ہے۔ وہ پوری دنیا کو منزل کا راستہ سمجھا کر گیا ہے ۔۔۔ عامر نے لوگوں کے دلوں میں جلتی ہوئی جذبات کی آگ کو اپنے خون سے سرد کرنے کا گر سمجھا دیا۔ وہ درحقیقت غازی علم الدین شہید کے سرمایے کا وارث نکلا۔ اس نے افہام وتفہیم سے کام نہیں لیا اس نے انکار کر کے سلامتی حاصل کرنے کو اقرار جرم کر کے موت کو ترجیح دی۔ اس نے ناموس رسالتؐ کے تمام پروانوں کو شمع حرمت نبی ﷺ پر جل مرنے کا سلیقہ بخشا۔ اس نے پاکستانیوں کو بالعموم، دنیا بھر کے مسلمانوں کو بالتفصیل اوران مغربی ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کو بالخصوص کہ جہاں جہاں کے اخبارات نے کارٹون شائع کئے، یہ ڈانٹ پلائی کہ ویسے نہیں۔ ایسے جیا جاتا ہے اور علامہ کے الفاظ میں۔

؎ شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔

عامر عبدالرحمٰن چیمہ نے زندگی کی راہوں پر اپنے جذبے سے نقش قدم ثبت کئے۔اس نے جرمنی میں رہ کر وہاں کے مجرم ایڈیٹر کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہا۔اس نے اپنے پاکستانی بھائیوں سے یہ اپیل نہیں کی کہ اسلام آباد کے جرمن سفارت خانے کو آگ لگا دو،اس نے یہ نہیں کہا کہ پاکستان میں آئے ہوئے جرمن سفارتکاروں کو تلاش کر کر کے گولیوں سے بھون دو۔اس نے وہ کیا، جو اس کا حق تھا۔

اس نے دنیا بھر کے کسی مسلمان سے یہ نہیں کہا کہ اپنے اپنے ملک میں جرمن کے خلاف احتجاجی ریلیاں نکالو۔اس نے خود زیر تفتیش ہو کر دنیا بھر کے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ جس کا جرم ہو اسے سزا دینی چاہئے۔۔۔ یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ایک کی سزا سب کو ملے۔اسلام تو خود حقوق کو تحفظ دینے غیر مسلموں کی جان کی سلامتی، مال وزر اور عزت وآبرو کو محفوظ کرنے کا درس دیتا ہے چنانچہ جس نے جرم کیا ہو، اسے ہی سزا ملنی چاہئے۔اس لئے عامر نے اپنے لئے یہ سزا بخوشی قبول کر لی کہ چونکہ اس نے ایڈیٹر پر حملہ کیا ہے لہٰذا اسے ہی موت کی سزا ملنی چاہئے۔اس نے پورے عالم اسلام کو EXPOLITE نہیں کیا ،اس نے انتقام لینے کی درخواست نہیں کی۔آج عامر عبدالرحمٰن کا یہ "پیغام امن" پوری امت مسلمہ کے ماتھے کا جھومر بن کر چمک رہا ہے کہ اسلام "دین امن" ہے۔

عامر کی خواہش کے مطابق اس کے مختلف شہروں میں بڑے بڑے غائبانہ جنازے ہوئے۔ساروکی میں اس نے جنازے کے شرکاء کی محدود تعداد بیس ہزار بتائی جاتی ہے۔یہ اعجاز ہے ناموس رسالتؐ کا ہر طبقہ فکر کے مسلمانوں نے عامر کو اپنا سمجھا۔وہاں بریلوی بھی تھے اور اہل حدیث بھی، دیوبندی بھی شامل تھے اور شیعہ بھی کوئی فتنہ کھڑا ہوا نہ کوئی انگلی اٹھی۔ناموس رسالتؐ کے اس پروانے نے خود قربان ہو کر ملی یکجہتی ،قومی اتحاد اور دوسروں کو برداشت کرنے کا عالمگیر درس دیا۔کوئی اس کا رشتہ دار تھا نہ کوئی قریبی دوست، لیکن جنازے کے تمام شرکاء اس کے لئے اپنی جان فریفتہ کرنے آئے تھے۔کچھ کی آنکھیں اشکبار تھیں اور کچھ آبدیدہ۔۔۔عامر ان سب کا بیٹا اور بھائی ہے۔عامر اپنی برادری کے چیموں کو دنیا کے سب سے بڑے اعزاز سے ہمکنار کر کے گیا۔

اس نے خود قربان ہو کر ناموس رسالتؐ کی لاج رکھ لی۔آج وہ ان شاء اللہ جنت میں ہوگا۔اسے جنت سے رزق مل رہا ہوگا لیکن ہم اس کا شعور نہیں رکھتے۔عامر چاہتا تو اس ایڈیٹر کے بدلے اور بھی بہت سے متعلقہ اور غیر متعلقہ افراد پر حملہ کر سکتا تھا۔ان کو "بے موت" مار سکتا تھا۔کئی انگریزوں کے رگڑے نکال سکتا تھا۔وہ چاہتا تو کلاشنکوف لے کر بھرے بازاروں میں تڑتڑ کر سکتا تھا لیکن اسلام کا پیغام ناحق لوگوں کو مارنا نہیں۔وہ چاہتا

تو برلن کو پاکستان بنا سکتا تھا کہ جہاں ہر گوری چمڑی والے غیر ملکی کو اس جرم میں موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا۔ کہ یہ یہودی اور عیسائی ہوگا اور یہ امریکا اور برطانیہ کا ہمنوا ہوگا۔ لیکن عامر نے ایسا نہیں کیا۔ ایسا کرنا تو وحشت ہے۔ اور اسے ہی دہشت کہتے ہیں۔ اسلام دہشت گردی کا مذہب نہیں۔ اسلام توازن، تمیز اور تحفظ کا دین ہے۔ اسلام کلاشنکوف کی تڑ تڑاہٹ کا علمبردار نہیں ہے۔ پاکستان میں جو بھی رہتا ہے اس کے جان و مال کی سلامتی کو یقینی بنانا یہاں کی حکومت کا اخلاقی، قانونی اور آئینی فرض ہے لیکن ان جاہلوں کا کیا کیجئے جو صرف اور صرف ہر انگریز کو اسلام دشمن سمجھ کر چلتا پھرتا دیکھنا نہیں چاہتے۔

جرمن حکومت نے تو ایسے ہی بدنامی مول لینے کی مذموم حرکت کی کہ پریس میں لکھوا دیا کہ عامر نے خودکشی کر لی۔ بھائیو! عامر خودکشی کیوں کرے گا۔ جسے جنت دکھائی دے رہی ہو اسے نار جہنم میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس نے تو ایک بار بھی اپنے جرم کی صحت سے انکار نہیں کیا۔ اس نے جب بھی کیا یہی اقرار کیا کہ ہاں، ہاں میں نے اس ایڈیٹر پر اس لئے حملہ کیا ہے کہ اس نے میرے پیارے نبی ﷺ محترم کی آن، شان اور وقار پر حملہ کیا تھا۔ اس نے ناموس رسالت ؐ کی توہین کی تھی۔ جس پر یہ میرا دینی فریضہ تھا کہ میں اسے واصل جہنم کر دوں لہذا یہاں مفاہمت کی گنجائش ہی نہیں تھی۔

عامر کی ماں کو کیا پتہ تھا کہ اس نے عامر کو جنم نہیں دیا۔ ایک غازی اور شہید کو جنم دیا ہے۔ خوش نصیب ہیں عامر کے والد نذیر احمد صاحب کہ جن کا بیٹا ان کا دنیا میں نام روشن کر گیا اور آخرت میں ان کی بخشش کا سامان فراہم کر گیا۔ جتنے لوگوں نے عامر کے والد اور اہل خانہ کے ساتھ راولپنڈی اور وزیر آباد میں تعزیت کی، ان کے غم میں شریک ہوئے ان جذبوں نے تو والدین کو نئی زندگی بخش دی ہے۔ کتنے قابل فخر والدین اور عامر کے بھائی بہن ہوں گے کہ جو عامر کے ساتھ رشتہ رکھنے کے اعزاز میں پھولے نہیں سماتے ہیں۔

عامر چیمہ ایک تحریک، ایک راستہ اور ایک گلستان ہے۔ رہنے والوں کیلئے ایک منزل اور مسلمانوں کیلئے روشنی کا مینار۔ عامر نے ہمیں بے عزتی کی سو سالہ زندگی گزارنے کی بجائے سلطان ٹیپو کی طرح شیر کی ایک دن کی زندگی کا وہ سبق پھر سے یاد کرا دیا کہ جو ہمیں نئے ولولے سے روشناس کراتا ہے۔ جب بھی کبھی حرمت نبی ﷺ پر آنچ آنے کا خدشہ ہوگا۔ عامر کا لہو ابل ابل کر ہمیں وہ راہ دکھاتا رہے گا کہ جس میں امن ہے، سلامتی ہے، زندگی ہے اور حیاتِ جاوداں ہے۔

عامر تیرا شکریہ!!! عامر تیرا پوری امت مسلمہ پر احسان ہے۔ تو ناموس رسالت ؐ کے قافلے کا ہدی خواں

ہے،تو موجودہ صدی کا سب سے بڑا دانشور ہے۔تو وہ پاکستانی سپوت ہے کہ جس نے ایک بار پھر دو قومی نظریے کے دھندلے لفظوں کو اپنے خون کی حدت سے روشن کر ڈالا کہ مسلمان تو احیائے اسلام کیلئے جیتا ہے اور عظمت اسلام کیلئے مرتا ہے۔تو قوم کی حیات بن کر جرمنی سے نکلا اور روشنی بن کر زیر زمین چلا گیا۔ تیرے جذبوں کی تابنا کی، تیرے عزم کی روشنی ہمارے لئے روشن مثال ہے۔

مبارک باد کے مستحق ہیں وہ تمام لوگ جو اپنے اندر توہین ناموس رسالتؐ کی آنچ کو ابھی تک جلا کر بیٹھے ہیں۔ایک وقت ایسا بھی آسکتا ہے اور ضرور آئے گا کہ جب مجرم اہل مغرب اپنے پیچھے سائے کی طرح ہر جگہ ایک عامر کو تعاقب میں پائیں گے اور یہ عامر کون ہوسکتا ہے؟؟ کوئی بھی باعزت، باہمت اور بے خوف مسلمان۔۔۔ اب تو میں بھی عامر بننا چاہتا ہوں اور اپنے دل میں جھانک کر دیکھئے کہ شاید آپ بھی۔

عامر لاکھوں نہیں کروڑوں لوگوں کی دعائیں لے کر ابدی نیند سو گیا ہے اور جیتے جاگتے انسانوں کو اور دنیا کی دوسری بڑی طاقت مسلمانوں کو ایک جذبہ دے کر چلا گیا ہے کہ حب رسول ﷺ میں اس طرح زندہ رہا جاتا ہے۔ دیکھو مجھے، سمجھو مجھے اور پرکھو مجھے، میں ہوں ایک مسلمان۔۔۔ میں بدری ہوں یا احدی جو کچھ بھی ہوں ایک ادنیٰ امتی ہوں کہ جو حرمت رسول ﷺ کی دہلیز پر اپنا سر رکھ کر فخر سے کہتا ہوں کہ جتنی گردنیں بھی کٹانی پڑیں، میں خود ہی کٹاتا جاؤں گا۔ کہ لذت شہادت ''اقرار جرم'' پر بار بار اصرار کرتی رہے گی۔ اللہ تو ہمیں بھی عامر جیسے جذبوں سے ہمکنار کر اور اس کی مغفرت کو اپنی رحمت سے یقینی بنادے۔اے رب العالمین۔اے احکم الحاکمین۔(آمین)

الشیخ عارف جاوید محمدی حفظ اللہ (کویت) کو صدمہ

ان کے سسر حاجی عبدالحق ناگی کا سانحہ ارتحال

مورخہ 25 اپریل 2006ء بروز منگل پاکستان میں کویت کے تعاون سے مساجد بنانے والے ادارۃ لجنۃ المساجد کے بانی، الشیخ عارف جاوید محمدی صاحب کے سسر حاجی عبدالحق ناگی وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نے پاکستان میں بے شمار نئی مساجد کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا۔مرحوم بڑے ہی عبادت گزار، زاہد اور انتہائی پرہیزگار تھے۔مرحوم کی نماز جنازہ حافظ عبدالمنان نورپوری صاحب نے پڑھائی۔

رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے اپنے ایک تعزیتی بیان میں مرحوم کی خدمات کو سراہا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔(آمین)